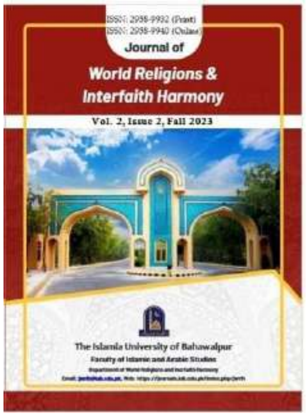

Journal of World Religions and Interfaith
ISSN: 2958-9932 (Print), 2958-9940 (Online)
Vol. 2, Issue 2, Fall 2023, PP. 38-62
HEC:https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089593#journal_result
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/issue/view/145
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/2314
DOI: https://doi.org/10.52461/jwrih.v2i2.2314
Publisher: Department of World Religions and Interfaith Harmony, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

---

Title The Concept of Prohibited Breeding: A Comparative Study in the Light of Talmud and Islamic Teachings.

Author (s):

Saad Jaffar
Lecturer in Islamic studies, Department of Pakistan Studies, Abbottabad University of Science and Technology, KPK, Pakistan

Dr Muhammad Waseem Mukhtar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University D.I Khan

Received on: 16 November, 2023
Accepted on: 15 December, 2023
Published on: 31 December, 2023

Citation: Saad Jaffar, and Dr. Muhammad Waseem Mukhtar. 2023. "The Concept of Prohibited Breeding: A Comparative Study in the Light of Talmud and Islamic Teachings". *Journal of World Religions and Interfaith Harmony* 2 (2):38-62. https://doi.org/10.52461/jwrih.v2i2.2314.

Publisher: Department of World Religions and Interfaith Harmony
The Islamia University of Bahawalpur, Punjab, Pakistan

Journal of World Religions and Interfaith Harmony by the Department of World Religions and Interfaith Harmony is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

ممنوعہ افزائش کا تصور: تالمود اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تقابلی مطالعہ

The Concept of Prohibited Breeding: A Comparative Study in the Light of Talmud and Islamic Teachings

Saad Jaffar
Lecturer in Islamic studies, Department of Pakistan Studies, Abbottabad University of Science and Technology, KPK, Pakistan. Email: saadjaffar@aust.edu.pk

Dr Muhammad Waseem Mukhtar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University D.I Khan. Email: waseemmukhtar484@gmail.com

Abstract

Socially, humanity is the creation by the Lord of the Universe to benefit from the various species with which humans are related in different stages of worldly life. Therefore, Allah Almighty has chosen mankind to guide and differentiate about the beneficial and harmful things. He sent messengers to the beings, who informed the Humans about the rules and regulations of Allah Almighty regarding different kinds of water and land, animals and plants, Later, the believers of these entities further explained their teachings and tried to explain the reasons for the benefits and harms of objects and by mixing objects with different attributes together through various experiments. In addition, due to the order to avoid corruption, humanity is prohibited from all such reproductive matters, which tarnish the honor and prohibition of humanity and brutality in humanity. The current research work has been discussing about the Talmudic and Islamic teachings about prohibited breeding. The purpose of this work is to test humanity whether after attaining the blessing of wisdom, whether it leaves behind all the limitations and goes on a temporary life of its own accord, or abides by the limitations and limitations of its master's theory and method. The present study has been organized through primary and secondary sources e.g. Quran, Talmud, Ahadith, books of contemporary age, articles and research papers. It is scholarly admitted that Human Sharia also informs about the rules and regulations related to breeding while supporting efforts to improve the economy. Therefore, a brief review of the Talmud and Islamic laws related to this breeding is carefully mentioned below, so that awareness of the relevance and compatibility of the Islamic and Talmudic laws related to the breeding especially their unique and different points and prohibited methods are brought to the academic globe.

Keywords: Islam, Talmud, Prohibited, breeding, Species, Jews.

تمہید:

معاشرتی وسماجی اعتبار سے انسانیت کو ربِ کائنات نے کائنات کی مختلف انواع واجناس سے متنفع ہونے کا حکم دیا ہے، جن سے انسان کا تعلق دنیاوی حیات کے مختلف مراحل میں پڑتا ہے۔ اس لیے اللہ عزوجل نے بنی نوع انسان کو قابل منفعت اور مضر اشیاء کی بابت رہنمائی کے لیے برگزیدہ ہستیوں کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے آبی وخشکی، حیوانی ونباتاتی، خشک وتر، غرض ہر قسم کے انواع واصناف کی بابت اللہ تعالیٰ کے اصول وضوابط سے اُمت کو مطلع فرمایا۔

بعد میں ان ہستیوں کے ماننے والوں نے اُن کی تعلیمات کی مزید توضیح وتشریح کی۔ اشیاء کے نفع وضرر کی وجوہات کو بیان کرنے کی سعی کی اور مختلف صفات کی حامل اشیاء کو باہم ملا کر انسانی تجربات کے ذریعے کسی نئے وجود میں آنے والی اشیاء کی بابت اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کے بیان کردہ رہنما اصولوں کی روشنی میں جواز اور عدم جواز کی نشاندہی کی۔ جس کا بنیادی مقصد اشیاء کی حلت وحرمت کا تعین ہے، اس لیے کہ اللہ نے جہاں انسانیت کو اپنی پیدا شدہ انواع واصناف کے استعمال کا حکم دیا، وہیں بعض چیزوں کے قریب جانے کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

اشیاء میں حلت وحرمت وہ بنیادی نقطہ ہے، جس کی وجہ سے چیزیں قابل انتفاع اور قابل رد ٹھہرتی ہیں۔ اس کے علاوہ انسانیت کو مفاسد سے بچنے کے حکم کی وجہ سے ایسے تمام افزائشی امور سے منع کیا گیا، جو انسانیت کی تکریم وتحریم کو تار تار کردیں اور انسانیت میں سفاکیت اور حیوانیت کو پیدا کردیں، چنانچہ تمام شریعتوں میں افزائش سے متعلقہ امور کی بابت حدود وقیودات مقرر کیے گئے۔ وہ حیوانات ونباتات تمام سے متعلق ہیں۔ اس کا مقصد بھی انسانیت کی آزمائش ہیں کہ آیا عقل سلیم کی نعمت کے حصول کے بعد تمام حدود کو پس پشت ڈال کر من چاہی ودل پسند عارضی حیات پر چلتا ہے یا حدود وقیودات کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے مالک کے نظریہ اور طریقہ کو اپناتا ہے۔

اشیائے مستعملہ کی متعدد انواع میں معاشی واقتصادی پہلو کو ملحوظ رکھتے ہوئے افزائش [ایک ہی جنس کی مختلف انواع کو باہم ملا کر نئی چیز بنانا] کے طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔ اس لیے شرائع میں افزائش کے عمل کو پرکھنے کی تلقین کے ساتھ، اس نتیجہ میں حاصل ہونے والی چیز کی حلت وحرمت کی بابت بھی بحث کی جاتی ہے، کیونکہ شریعت جہاں انسانی ضرورت کو پورا کرنے کی اجازت مرحمت فرماتی ہے، وہیں ایسی چیز اور عمل سے بھی روکتی ہے، جو اُسے دوجہانوں [دنیا وآخرت] میں ندامت ورسوائی کا ذریعہ بنے۔ شریعت انسانی معیشت کے لیے بہتر بنانے کی کاوشوں کو سہرانے کے ساتھ افزائش سے متعلق قواعد وضوابط کی بابت بھی آگاہ کرتی ہے۔

چنانچہ ذیل میں اس افزائش سے متعلقہ ممنوعہ طریقوں کی بابت تالمود اور اسلامی قوانین کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے، تاکہ ممنوعہ افزائش سے متعلق اسلامی وتالمودک قوانین کی مناسبت وموافقت سے آگاہی اور طریقہ افزائش اور ممنوع طریقوں کی بابت ان کے منفرد ومتفرق نکات کو منصہ شہود پر لایا جائے۔

تالمود میں ممنوعہ افزائش سے متعلقہ قوانین:

اشیاء کی کثرت وبڑھوتری اور مالی ترقی کے حصول کے لیے ممنوعہ طریقوں کو ملحوظ رکھنے سے متعلق شرائع کی تعلیمات میں فرق ہے۔ شریعت تمام شعبہ ہائے زندگی میں ایسے تمام زرائع کے استعمال کو درست قرار نہیں دیتی، جس میں افزائش (مقدار وتعداد میں کسی بھی طرح کا اضافہ) کے لیے ممنوعہ طریقہ کار اختیار کیا جائے، البتہ یہود کے ہاں ممنوعہ افزائش کا تعلق اسلامی تصورِ ممنوعہ افزائش سے بالکل

مختلف ہے۔ ان کے ہاں ممنوعہ افزائش سے مراد دو متفرق یا الگ چیزوں کو اکٹھا کر کے اُن سے فائدہ اٹھانے کی ممانعت ہے۔

"The prohibition is based on the verse in the Torah which states, "You shall not sow your field with two kinds of seed, nor shall you wear a garment of cloth made of two kinds of material"[1]

"ممنوعیت کی بنیاد کا تصور تورات کی ایک آیت پر ہے جو کہتی ہے، "تم زمین پر دو قسم کے بیج نہ بوو، نہ تم دو طرح کے کپڑے پہنا۔"

عملی طور پر اس مراد یہ ہے کہ جانوروں میں مخلوط انواع کے ذریعے افزائش نسل یا پودوں کی مختلف انواع کو ایک ساتھ پیوند کرنا یہودیت کے ہاں ممنوع ہے، مثلاً گھوڑے یا گدھے کے باہم ملاپ سے افزائش نسل یا لیموں وغیرہ کی شاخ کو سنترہ کی شاخ کے ساتھ پیوند کرنا منع ہے ۔

اس ممنوعیت کا بنیادی مقصد خلقت کے قدرتی نظام کے احترام کا ایک طریقہ ہے، یعنی ہر قسم اپنی اصل پر برقرار رہے۔ یہ اختلاط یہودی قانون کے مطابق تمام انواع میں مجوزہ حدود سے تجاوز کرنے کے مترادف ہے۔

"Mixed species are seen as symbolic of the blurring of boundaries and the breakdown of distinctions between different categories, which goes against the idea of order and hierarchy emphasized in Jewish tradition."[1]

"یہ اختلاط مختلف انواع کی حد بندی کی لکیروں میں دھندلاہٹ پیدا کر دیتا ہے اور اسے مختلف زمروں کے درمیان تفریق کے ٹوٹنے کی علامت کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جو کہ یہودی قانون میں ترتیب اور درجہ بندی کے خیال کے خلاف ہے۔"

یعنی افزائش کے عمل کو درست قرار نہ دینے کی وجہ ہر چیز کو اُس کی حقیقت پر ہی رکھنا اور فرق کو واضح کرنا ہوتا ہے، نیز اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ابہام وغیرہ [چیزوں میں مبہم اور مشتبہ ہونے] سے بچا جا سکتا ہے۔ اس لیے یہودی قانون میں مطلقاً افزائش کے عمل کو درست قرار نہیں دیا گیا اور اِسے پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔

عہد حاضر میں بھی یہودی کمیونٹی ممنوعہ افزائش کے اس قانون پر مخصوص معاملات میں عمل پیرا ہے۔

"The laws of mixed species are still relevant in Jewish communities today, particularly in regards to agricultural practices and the use of hybrid seeds"[2]

"مخلوط پرجاتیوں کے قوانین آج بھی یہودی کمیونٹی میں قابل عمل ہیں، خاص طور پر زرعی طریقوں اور ہائبرڈ بیجوں کے استعمال کے حوالے میں۔"

یہودیت کے ہاں ممنوعہ افزائش کی کون کون سی صورتیں ہیں، اُن کی مختصر وضاحت درج ذیل ہے۔

1.The Shulchan Aruch, Orach Chaim 295
2.Mishnah Kil 8:1

1۔Kil'ayim:

یہودی قانون میں افزائش کی ممانعت سے متعلقہ احکام میں سے ایک Kil'ayim ہے، جس میں کھیت، انگور کے باغات میں مختلف بیجوں کا ایک ساتھ لگانے اور جانوروں میں مختلف انواع کی نسل بڑھانے کی غرض سے ملانے کی ممانعت پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ یہ قانون در حقیقت عہد نامہ قدیم کے حکم پر مبنی ہے۔

"Prohibit mixing different types of seeds, animals."[3]

"مختلف قسم کے بیجوں، جانوروں کو ملانے سے منع کریں۔"

انگور کے باغ میں دو قسم کے بیج بونے اور اختلاط کی وجہ سے باغ کی مکمل پیداوار ضائع ہو سکتی ہے، یہ عمل درست نہیں، اس پیداوار سے فائدہ اُٹھانا بھی درست نہیں، البتہ مختلف اجناس کے بیجوں کو ایک ہی جگہ بونا درست عمل تو نہیں، لیکن اُس سے حاصل ہونے والی پیداوار سے فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے۔

> "It is forbidden to sow diverse kinds in a vineyard or to suffer them to grow, and it is forbidden to have any benefit from them. It is forbidden to sow diverse kinds of seed or to suffer them to grow, but they may be eaten and certainly benefit may be derived from them"[4]

> "انگور کے باغ میں طرح طرح کے بیج بونا یا ان کو اگانا حرام ہے، اور ان سے کوئی فائدہ اٹھانا بھی حرام ہے، مختلف قسم کے بیج بونا یا ان کو اگانے میں تکلیف دینا حرام ہے، لیکن وہ کھاسکتے ہیں۔ اور یقینی طور پر ان سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔"

افزائش کے لیے یہ اختلاط یا اشیاء کا باہم مرکب ہونا صرف زرعی پیداوار میں بیجوں یا پیوندکاری کی ممانعت کو شامل ہے یا بقیہ چیزوں سے بھی اس کا تعلق ہے۔ اس کی بابت استثناء میں کچھ یوں ارشاد فرمایا:

> "These include planting certain mixtures of seeds, grafting different species of trees, growing plants other than grapevines in a vineyard, crossbreeding animals, working certain animals together, and mixing wool and linen in clothing."[5]

> "یہ پابندیاں مختلف بیجوں کے مختلط کاشت، مختلف قسم کے درختوں کے گرافٹ کرنا، انگور کے باغ میں اس کے علاوہ دیگر پودوں کی کاشت، جانوروں کے ہجوم کرانا، کچھ جانوروں کو اکٹھے کام کرانا، اور کپڑوں میں اون اور کتان کو آپس میں ملانا شامل ہیں۔"

Kil'ayim میں بیان شدہ یہودی توضیحات دنیا میں ہر نوع کی انفرادیت اور تنوع کو محفوظ رکھنا کا بہترین عمل ہے اور اس سے اشیاء کی بڑھوتری کو ثابت میں نہایت اہم ہیں۔ اس کے ذریعے جن مختلف چیزوں کی افزائش اور اختلاط کی ممانعت کی بابت احکام دیئے گئے اُن کی مختصر وضاحت درج ذیل ہے۔

بیجوں کا اختلاط اور ایک ہی کھیت میں دو بیجوں کو بونے کی ممانعت:

ایک کھیت میں ایک ہی نوع کے مختلف بیجوں کو بونے سے روکا گیا ہے، کیونکہ اس میں ہر نوع کی اصل حقیقت مفقود ہو جاتی ہے اور انواع میں

3.Deuteronomy 22:9-11
4.Leviticus 19:19
5.Mishnah Kil, 8:1

فرق نہیں کیا جاسکتا۔

"The prohibition applies to the sowing together of two kinds of grains if they are regarded as belonging to different species (see below), or of grain and legume, as well as of other edible plants."[6]

"یہ پابندی دو اقسام کے اناج کے ساتھ اکثر اگر وہ مختلف قسم کے پودوں سے تعلق رکھتے ہوں یا دانہ اور پھلیوں کے ساتھ، اور دیگر قابل استعمال پودوں کے ساتھ اکٹھے بونے کے لئے لاگو ہوتی ہے۔"

غلہ اور اناج کے علاوہ اِس کا اطلاق سبزیوں پر ہوتا ہے یا نہیں اور اُن میں اگر اختلاط کی اجازت ہے تو کس لحاظ سے۔ حکم ہے۔

"A lenient ruling was given regarding vegetables, which were customarily sown in small beds, and it was permitted to sow five species at specified distances from one another in a bed one cubit square and with variations even 13 species."[7]

"سبزیوں کے حوالے سے ایک نرم ہدایت جاری کی گئی تھی، جو عام طور پر چھوٹے کھیت میں بوئے جاتے تھے، اور ایک ہاتھ مربع کے کھیت میں ایک دوسرے سے مخصوص فاصلوں پر پانچ قسم کے پودے بونے کی اجازت دی گئی، جبکہ تبدیلیوں کے ساتھ 13 قسم کے پودے بھی بوئے جاسکتے تھے۔"

اکثر مفسرین اور یہودی ربیوں کے نزدیک دوالگ بیجوں کو بونے کے لیے مخصوص فاصلہ کا ہونا ضروری ہے، جب کہ بعض کے نزدیک (Solomon Sirillio and Elijah Gaon of Vilna) مخصوص فاصلہ یا پیمائش کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ الگ جگہ بلا اختلاط کاشت ہونا کافی ہے۔

"*According to most authorities, it is obligatory to separate fields sown with different species by the space of a rova (104 square cubits) or of three furrows (two cubits). In the opinion of some commentators, including Solomon Sirillio…*"[8]

"زیادہ تر حکماء یا مفسرین کے مطابق، مختلف انواع کے ساتھ بوئے گئے کھیتوں کو رووا (104 مربع ہاتھ) یا تین فروز (دو ہاتھ) کی جگہ سے الگ کرنا واجب ہے۔ بعض مفسرین کی رائے میں جن میں سلیمان سیر یلیو اور ایلیاہ گاون آف ولنا شامل ہیں۔"

درختوں کی اختلاط یا پیوندکاری سے متعلق ممانعت:

بائبل میں واضح الفاظ میں ایک درخت کے ساتھ دوسرے درخت کی پیوندکاری یا اُن کو ملا کر نئے درخت یا پھل کو حاصل کرنے کی ممانعت موجود نہیں ہے۔ لیکن مویشیوں کے اختلاط کی ممانعت اور ایک کھیت میں دو بیجوں کو بونے کی ممانعت پر قیاس کرکے درختوں میں پیوندکاری کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

"Thou shalt not let thy cattle gender with a diverse kind; thou shalt not sow thy field with two kinds of seed," which were interpreted to mean, "Just as the prohibition of cattle refers to mating, so does that of the field to grafting."[9]

6.Ibid, 3:1
7.Ibid
8.Mishnah Kil 2: 6-10
9.Kid. 39a

> " تیرے چارے جانور کو بھینچ نہ دے، تیرے کھیت میں دو قسم کے بیج نہ بوئے) یہ استدلال کیا گیا ہے کہ "جس طرح جانوروں کی پابندی جڑا ہے، ویسے ہی کھیت کی بھی ہے جو گرافٹنگ کی حوالے سے ہے۔"

بیت المقدس کی بائبل میں ممنوعہ افزائش کے قانون کی بابت کچھ فرمایا کہ " خالق نے تخلیق میں تبدیلی کی ممانعت فرمائی"، چنانچہ ربیوں نے اسی کو بنیاد بنا کر سبزیوں اور درختوں وغیرہ میں گرافٹنگ کو ممنوع قرار دیا۔

> "The root ḥakok ("to carve"), i.e., that it is forbidden to change by grafting the original form "carved out" by the Creator at Creation. The prohibition applies to grafting a tree onto a tree, a vegetable onto a tree, and a tree onto a vegetable."[10]

> "بنیادی قانون یہ ہے کہ خالق کی طرف سے تخلیق کی گئی اصل شکل کو پیوند کاری کے ذریعے تبدیل کرنا منع ہے۔ یہ پابندی ایک درخت کو دوسرے درخت پر پیوند کرنے یا ایک سبزی کو درخت پر پیوند کرنے یا ایک درخت کو سبزی پر گرافٹ کرنے کے لئے بھی لاگو ہوتی ہے۔"

یعنی معلوم ہوا کہ جس طرح خداوند کے تخلیقی اشیاء میں تبدیلی کو غلط قرار دیا گیا ہے اور ایک ہی کھیت میں دو بیجوں کو بونے سے روکا گیا ہے، اسی طرح ایک درخت پر دوسرے درخت کی شاخ وغیرہ کے ذریعے کسی بھی منفعت کے حصول کی غرض سے پیوند کاری درست عمل نہیں، یہ حکم تمام درختوں اور سبزیوں وغیرہ میں بھی لگایا جاتا ہے۔ یعنی اس میں عمومیت ہے۔

انگوروں میں پیوند کاری کی ممانعت:

جس طرح دو درختوں میں پیوند کاری کو درست قرار نہیں دیا گیا، ویسے ہی مختلف اقسام کے انگور کو آپسی ملاپ کے ذریعے زیادہ پھل حاصل کرنے یا مختلف نسلوں اور ذائقوں کے انگوروں کو ایک ہی مقام پر لگانے اور اُن کی پیوند کاری کرنے کی بھی ممانعت ہے۔

> "The laws of mixed species in the vineyard are stringent and complex, and almost half of the tractate Kilayim is devoted to them. The Bible rules that the resulting vines and seed become forfeit, and it is forbidden either to eat them or to benefit from them."[11]

> "انگور کے باغ میں مخلوط نسلوں کے قوانین سخت اور پیچیدہ ہیں، اور تقریباً نصف کلائیم ان کے لیے وقف ہے۔ اس کے متعلق بائبل میں یہ حکم ہے کہ انگور کی بیلیں یا بیج جو ضائع ہو جائے اُس سے فائدہ اُٹھانا درست نہیں اور نہ ہی اُسے کھایا جا سکتا ہے۔"

لہذا انگوروں کی بیلوں کے ساتھ دیگر سبزیوں اور دوسری قسم کے انگوروں کو اُگانے سے منع کیا گیا ہے، تاکہ اِن کے درمیان کوئی اختلاط نہ ہو، اسی وجہ سے مختلف اقسام کے انگوروں کی کاشت یا انگور اور سبزیوں کی ایک ہی مقام پر کاشت کے وقت اِن کے درمیان فاصلہ کا تعین کیا گیا ہے، چنانچہ فرمایا:

> "Concerning vegetables and other plants there are differences of opinion in the Mishnah and Talmud as to which are forbidden by biblical law and which permitted. A distance of four cubits must be allowed between a vineyard and any species forbidden to be sown there. In the case of a single vine, however, it

10.Mishnah Kil. 1:7
11.Deut. 22:9

suffices to leave a distance of three or six handbreadths."[12]

"سبزیوں اور دیگر پودوں کے بارے میں مشنہ اور تالمود میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ بائبل کے قانون میں کون سے حرام ہیں اور کون سے جائز ہیں۔ انگور کے باغ اور وہاں بونے کی ممانعت کے درمیان چار ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔ تاہم، ایک بیل کی صورت میں، تین یا چھ ہاتھ چوڑائی کا فاصلہ چھوڑنا کافی ہے۔"

انگوروں کو دوسری فصلوں یا پھلوں سے بچانے کے لیے یا خداوندی کی تخلیق کو اپنی اصل حالت پر باقی رکھنے کے لیے ایک پھل کے ساتھ دوسرے پھل کے اُگانے کی ممانعت مفسروں اور ربیوں نے ذکر کی ہے۔

یہودی کے اس قانون پر عمل کرنے کے لیے مختلف امور پر نہایت باریک بینی سے توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے، جن کی بدولت ہی اس قانون کی بقاء ممکن ہے۔ وہ امور درج ذیل ہیں:

Uprooting:

کھیت یا باغ میں ایک جیسی انواع کے مختلف پودے موجود ہوں تو صرف کسی ایک کو باقی رکھ کر بقیہ کو کھیت سے اُکھاڑنے کے ذریعے اس قانون پر عمل کرنا سہل ہو جائے گا۔

"If a mixed species is discovered in a field or vineyard, the prohibited plants or vines must be uprooted and removed."[13]

"اگر کسی کھیت یا انگور کے باغ میں مخلوط نوع دریافت ہو جائے تو ممنوعہ پودوں یا بیلوں کو اکھاڑ کر ہٹا دینا چاہیے۔"

Cutting:

اگر کسی ایک کو باقی رکھنا ممکن نہ ہو اور ایسی کوئی صورت نہ بن پائے تو کھیت یا باغ تمام پودوں اور بیلوں سے پاک کر دینا چاہیے اور نئے سرے سے کسی ایک نوع کو کاشت کرنا چاہیے۔

"If the prohibited species cannot be uprooted without damaging the permitted species, they may be cut down instead."[14]

"اگر ممنوعہ پرجاتیوں کو اجازت یافتہ انواع کو نقصان پہنچائے بغیر اکھاڑ پھینکا نہیں جاسکتا تو اس کے بجائے انہیں کاٹا جاسکتا ہے۔"

Separation:

اگر مختلف انواع کے انگور باغ میں یا کھیت میں موجود ہیں اور اُن میں مخصوص فاصلہ ممکن ہے اور ممنوعہ پودوں کو تلف کرنا اجازت شدہ انواع سے بلا کسی نقصان ممکن ہے۔ تو ایک کو ہٹانے کی اجازت ہے۔

"In some cases, it may be possible to separate the prohibited species from the permitted species without harming either. This can be done by creating a physical barrier between them or by removing one of the species."[15]

12.Kil. 6:1

13.Babylonian Talmud, Tractate Kiyayim: https://www.sefaria.org/ kilayim. 2a. 1?lang=bi,Date:4/28/2023, Time: 11:05 PM

14.Shulchan Aruch, Yoreh De'ah, Chapter 298:https// www.sefaria.org / Shulchan_Arukh%2C_Yoreh_De'ah.298?lang=bi,Date:4/28/2023, Time: 11:08 PM

15.The Halakha of Mixed Species: https://www.myjewishlearning.com /article/ mixed-species-in-jewish-law/ , Date:4/28/2023, Time: 11:11 PM

"بعض صورتوں میں، ممنوعہ پرجاتیوں کو اجازت یافتہ انواع سے الگ کرنا ممکن ہے بغیر کسی نقصان کے۔ یہ ان کے درمیان جسمانی رکاوٹ پیدا کرکے یا پرجاتیوں میں سے ایک کو ہٹا کر کیا جا سکتا ہے۔"

Waiting:

ممنوعہ پودے کو اکھاڑنا ممکن ہو یعنی پک جانے کی وجہ سے یا اکھاڑنے کی وجہ سے نقصان کا اندیشہ ہے، تو ایسی صورت میں کسان کو اُن کے پکنے تک انتظار کا حکم دیا گیا ہے۔

"If the prohibited species are close to maturity and uprooting or cutting them would cause significant financial loss, the farmer may wait until they have reached maturity before removing them."[16]

"اگر ممنوعہ نسلیں پختگی کے قریب ہیں اور انہیں اکھاڑنا یا کاٹنا کافی مالی نقصان کا باعث بنتا ہے، تو کاشتکار ان کو ہٹانے سے پہلے پختگی تک پہنچنے تک انتظار کر سکتا ہے۔"

یہ طریقہ کار پودوں کی اقسام اور ان کی نشوونما کے مراحل کے اعتبار سے مختلف ہو سکتے ہیں، نیز یہودی قانون تلقین کرتا ہے کہ مخلوط انواع سے نمٹنے کے لیے کسی مستند ربی یا زرعی ماہر سے رہنمائی اور مشاورت کرنی چاہیے۔

مویشیوں کے درمیان اختلاط:

جانوروں کی دو مختلف نسل کے آپسی تعلق کے ساتھ جانور کی کسی نئی نسل کی افزائش درست نہیں، البتہ جن جانوروں کی آپس میں بریڈنگ نہیں ہوتی، اُن کو ایک ساتھ پالنے کی اجازت ہے۔

"they may be reared and maintained, and it is only forbidden to breed them." "To rear and maintain" means that different species of cattle may be reared together without the fear that they will crossbreed. Some explain it to mean that the product of crossbreeding may be reared."[17]

"انہیں پالنا، رکھنا اور پرورش کرنا جائز ہے، صرف اُن کی افزائشِ نسل حرام ہے۔ پرورش کرنے اور دیکھ بھال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مختلف قسم کے چارے کھانے والوں کو جانوروں کو اکٹھے پالنے سے خوف نہیں کہ وہ آپس میں ہجومیت پیدا کریں گے۔ کچھ کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ کراس بریڈنگ کی (جیسے خچر کو) بھی پالا جا سکتا ہے۔"

جانوروں کے اختلاط کی ممانعت کا یہ حکم کن کن انواع پر ہوتا ہے، اس کی بابت حکم کچھ یوں دیا گیا ہے۔

"This prohibition applies to domestic and wild animals and to birds."[18]

"یہ پابندی گھریلو اور جنگلی جانوروں کے لئے بھی درست ہے اور پرندوں کے لئے بھی"

یعنی جانوروں کی طرح پرندوں میں مختلف انواع کی بریڈنگ کو درست قرار نہیں دیا گیا، اسی طرح مختلف النوع جانوروں کو جمع کرکے اُن دونوں کو ملا کر کسی کام میں مدد لینا یا اُن سے فائدہ اُٹھانے سے بھی روکا گیا ہے، جیسے کتاب استثناء میں فرمایا:

16.Laws of Kilayim: https://www.chabad.org/library/ article_ cdo/aid/ 960421/ jewish/Laws-of-Kilayim.htm, Date:4/28/2023, Time: 11:15 PM
17.Kil. 8:1
18.BK 5:7

"Thou shalt not plow with an ox and an ass together." [19]

"تو نہ گائے اور گدھے کے ساتھ جوڑ کر ہل چل نہیں کرے گا۔"

الغرض مختلف انواع کے بیجوں کو ایک کھیت میں بونے کی یا مختلف نوع کے انگور کو ایک ہی مقام پر کاشت کرنے یا پیوند کرنے کی یا مختلف انواع کے جانوروں یا پرندوں وغیرہ میں بریڈنگ کرنے ممانعت دی گئی ہے، اسی طرح مختلف نوعیت اور صفات کے حامل جانوروں کو ایک ایسے کام میں جمع کرنا، جس میں اسی ایک کو نقصان ہو، اُس بے بھی روکا گیا ہے۔

2۔ Shaatnez:

مختلف اصناف [اون اور کتان] کو باہم ملا کر کپڑے بنانا اور اُن کے استعمال کی بابت یہودی قانون میں ممنوع قرار دیا گیا۔ یہ عمل بھی ممنوعہ افزائش کے زمرہ میں آتا ہے۔ جیسے عہد نامہ قدیم میں اس بابت حکم ہے۔

"Thou shalt not wear a mingled stuff, wool and linen together."[20]

"آپ ملائی ہوئی چیزیں، اون اور کتان کو ایک ساتھ نہیں پہننا چاہیے۔"

یہ ممانعت کس قسم کے اون اور کتان کو شامل و مشروط ہے، اس کی تشریح پر ربیوں نے مفصل بحث کی ہے۔ اسی طرح لباس اور کپڑوں کی کون سی اقسام، اس ممانعت کے تابع ہونے بابت بھی توضیحات کی ہے، اس کے علاوہ کسی لباس میں Shaatnez معلوم ہو جائے تو اس صورت کے احکام پر بھی تالمود میں ربیوں نے تفصیلی کلام کیا ہے۔ اس ممانعت کی وجہ زندگی کے ہر پہلو اور استعمال کی ہر شئی کے حدود اور امتیازات کو باقی رکھنے کا حکم ہے۔ اس امر کے ذریعے مذکورہ حکم ذہن نشین رہتا ہے۔

> "The prohibition of Shaatnez serves as an important reminder of the need to maintain boundaries and distinctions in all aspects of life, and to avoid practices that blur the lines between different categories or mix together things that should be kept separate."[21]
>
> "Shaatnez کی ممانعت زندگی کے تمام پہلوؤں میں حدود اور امتیازات کو برقرار رکھنے کی ضرورت کی ایک اہم یاد دہانی کے طور پر کام کرتی ہے، اور ایسے طریقوں سے بچنے کے لیے جو مختلف زمروں کے درمیان خطوط کو دھندلا دیتے ہیں یا ایسی چیزوں کو ملا دیتے ہیں جنہیں الگ رکھنا چاہیے۔"

یعنی کپڑوں میں مختلف دھاگوں (ریشمی و سوتی وغیرہ) کے استعمال کو بھی درست قرار نہ دینے کا یہودی قانون عارضی حیات کے ہر ایک مرحلہ دیگر سے جداگانہ ظاہر کرنے کی عکاسی کرتا ہے اور تلقین کرتا ہے کہ ہر کام کے لیے کچھ حدود و قیودات، شرائط و ضوابط ہیں، اُن کی پاسداری ہر انسان ،بالخصوص کمیونٹی کے فرد پر لازم ہے۔

3۔ Shor ha'bar:

ربیوں کی توضیح کی مطابق کسی کام میں مختلف نسل کے جانوروں کو اکٹھا کرنا ممنوع ہے، کیونکہ ایسی صورت میں دونوں میں سے ایسی صنف کے

19.Deuteronomy 22:10
20.Deuteronomy, 22:11
21.Shulchan Aruch, Yoreh De'ah 298

نقصان کا اندیشہ ہے، جس کی تخلیق اِس کام کے لئے نہیں۔ مختلف اصناف میں اختلاط کی ممانعت کی اصل وجہ خداوندی کی تخلیق کردہ شئے میں تبدیلی کی ممانعت کا عقیدہ ہے۔

> "The crossbreeding of a horse and an ass produces a mule, which is a miserable creature that cannot beget, so too when mixed species of trees are grafted, "their fruit does not grow thereafter."[22]

> "گھوڑے اور گدھے کی نسل کشی سے ایک خچر پیدا ہوتا ہے، جو کہ ایک بدقسمت مخلوق ہے جو پیدا نہیں ہو سکتی، اسی طرح جب درختوں کی مخلوط انواع پیوند کی جاتی ہیں۔"

اس طرح خداوند کی تخلیق کو غلط مصرف اور بے موقع استعمال کے طریقہ کار سے بچا جائے اور یہ سبق ملتا ہے کہ خداوند کی تخلیق شدہ مخلوق کے مقاصد مختلف ہے، ہر ایک سے کام لینے اُس کے مقصد اور صفت کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، نیز انسان کا مقصد خداوند کا احترام اور اُس کی بندگی ہے، کسی مقصد کو حاصل کرنے کی سعی کرنے چاہیے۔

کھیت کو مختلف بیجوں کی آماجگاہ سے محفوظ رکھنا، ایک مشکل امر ہے، نیز عصر حاضر میں سائنس کی ترقی نے بھی اس معاملہ کا مخالف نظریہ پیش کیا، جس کی وجہ سے اِن معاصر حالات میں ممنوعہ افزائش کے یہودی قانون اور نظریہ کی بدولت کسان معاشی اور زرعی مشکلات کا شکار ہیں اور آیا اِس کا کوئی قابل قبول حل پیش کیا گیا ہے، اس کی بابت لکھتے ہیں:

> "In the present, prohibitions of mixed species have raised a number of problems for farmers who adhere to these laws. Thus they are prevented from sowing vetch with grain as fodder in order to prevent the vetch from trailing on the ground…In connection with the prohibition against grafting trees of different species, experiments have taken place on stocks belonging to the same species as the scion, but so far no satisfactory solution to the matter has been found."[23]

> "موجودہ دور میں، مخلوط پر جاتیوں کی ممانعت نے ان قوانین پر عمل کرنے والے کسانوں کے لیے کئی مسائل کو جنم دیا ہے۔ اس طرح انہیں چارے کے طور پر اناج کے ساتھ چارہ دار پودوں کو بونے سے روکا جاتا ہے تاکہ اناج اور چارہ دار پودوں میں اختلاط نہ ہو۔۔۔ مختلف انواع کے درختوں کی پیوندکاری کی ممانعت کے سلسلے میں ایک ہی نسل سے تعلق رکھنے والے سٹاک پر تجربات کیے جا چکے ہیں جن کا تعلق sion سے ہے لیکن ابھی تک اس معاملے کا کوئی تسلی بخش حل نہیں نکل سکا ہے۔"

الغرض یہودی قانون کی رو سے ایک ہی مقام پر ایک ہی جنس ونوع کے دو الگ بیجوں کو بونا، جانوروں میں مختلف صفات کے حامل جانور کی افزائش نسل، انگور کے باغ میں مختلف نوع کے انگور کو اکٹھا کاشت کرنا اور مختلف صفات کے حامل جانور سے ایک کام لینا اور مختلف دھاتوں سے بنے کپڑے کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں، البتہ یہودی قانون کی رو سے ایک کھیت میں مخصوص پیائش کی صورت میں الگ الگ بیجوں کی کاشت کی اجازت ہے اور مختلف اصناف کے حامل جانوروں کی ایک ہی مقام پر پرورش کی جا سکتی ہے۔ مختلف النوع چیزوں کے اختلاط کو ممنوع قرار دینے کی اصل علت خداوندی کی تخلیق میں بگاڑ کو روکنا ہے اور تمام اصناف وانواع کو اپنی اصل ہیت میں باقی رکھنا ہے، جسے یہودی قانون میں تخلیق کائنات کا مقصد

22.Guide 3, 49
23.Idem, Kilei Zera'im ve-Harkavah (1967)

حقیقی سمجھا جاتا ہے۔

خلاصہ بحث:

ممنوعہ افزائش سے متعلق یہودی قانون میں جن باتوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے یا بالفاظ دیگر سابقہ تمام بحث میں بیان شدہ اہم امور یہ ہیں:

I. Kil'ayim: اس سے مراد ایک ہی کھیت یا انگور کے باغ میں مختلف قسم کے بیج ایک ساتھ لگانے کی ممانعت ہے، نیز مختلف قسم کے جانوروں کی نسل کشی کی ممانعت ہے۔

Shaatnez: اس سے مراد اون اور کتان کے کپڑے ایک ساتھ پہننے کی ممانعت ہے۔

Shor HaBar: اس سے مراد بیل اور گدھے کے ساتھ جوئے میں ہل چلانے کی ممانعت ہے۔

اجناس وانواع کی سالمیت کا تحفظ: ان قوانین کا مقصد خدا کی تخلیق کی سالمیت کو برقرار رکھنا اور مختلف انواع کے درمیان حدود کو دھندلا ہونے سے روکنا ہے۔

تنوع کی اہمیت پر زور: مخلوط پرجاتیوں کے قوانین قدرتی دنیا میں ہر فرد کی انفرادیت اور تنوع کو برقرار رکھنے کی اہمیت کی یاد دہانی کے طور پر بھی کام کرتے ہیں۔

ممنوعہ افزائش سے متعلق ربی کی وضاحت: ربیوں نے ان قوانین کی مزید وضاحت کی، یہ بتاتے ہوئے کہ ان ممانعتوں کے مقصد کے لیے کون سے پودوں اور جانوروں کو مختلف انواع سمجھا جاتا ہے، اور ساتھ ہی ان قوانین کی خلاف ورزیوں سے نمٹنے کے طریقہ کار بھی۔

تالمود میں ان اصول کی توضیحات پر ربیوں کی نہایت مفصل بحث موجود ہے، ربیوں اور علماء کے علاوہ یہودی کمیونٹی کے نزدیک ممنوعہ افزائش کے اعتبار سے انہی اصولوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

ممنوعہ افزائش سے متعلق اسلامی تعلیمات

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو قیامت تک ایسی شریعت سے نوازا، جو انسانیت کے تمام امور میں رہنمائی کا فریضہ نہایت احسن انداز میں کرتی ہے۔ انسان کی حیات ابدی کے علاوہ عارضی جائے پناہ میں ضروریات زندگی کے حصول کا درس دیتی ہے، وہیں مضر اور نقصان دہ اشیاء کے قریب سے جانے پر متنبہ بھی کرتی ہے۔ وقت وحالات اور تغیر زمانہ اور حاجات کی زیادتی نے انسان کو مختلف انواع واشیاء میں فراوانی اور بڑھوتی کی جانب متوجہ کیا، نیز کچھ نئے حاصل کرنے کی جستجو اور دنیا میں اپنا لوہا منوانے کے لیے چرند و پرند، نباتات وجمدات کو اپنی فکری وعلمی جولان گاہ کا میدان بنایا۔

اسلامی تعلیمات جہاں دیگر امور میں انسانی رہنمائی فرماتی ہے وہیں افزائش کے میدان میں بھی علمی، عملی، فکری اعتبار سے انسان کو تنہا نہیں چھوڑا، بلکہ اصول وضوابط مقرر فرمائے، جن کی روشنی میں انسانیت کی فلاح وبہبود اور رہنمائی احسن انداز میں کر سکتا ہے، ذیل میں افزائش کی ممانعت سے متعلقہ تفاصیل کی بابت اسلامی تعلیمات کی روشنی مختصر وضاحت پیش کی جائے گی۔

اسلام میں افزائش کی ممانعت کا تصور:

اسلامی تعلیمات میں افزائش کے مفہوم میں عمومیت پائی جاتی ہے، چرند و پرند، حیوانات اور مختلف اشیاء کو باہم ملا کر استعمال کرنے کی بابت اصول

وضوابط کے ذریعے رہنمائی کی گئی ہے، جن میں جہاں ہر نوع و جنس کی دیکھ بھال کرنے کا حکم دیا گیا ہے، وہیں اُنہیں نقصان پہنچانے کی ممانعت اور اُن کے ساتھ غیر اخلاقی برتاؤ اپنانے سے بچنے کی ترغیب بھی دی گئی ہیں۔ اسی طرح غذائی قلت کو دور کرنے کے لیے ایک ہی کھیت میں مختلف اقسام کو کاشت کرنے کی بابت، مختلف النوع جانوروں کے ملاپ کے ذریعے افزائشِ نسل کے طرق اور اشیاء میں بڑھوتری اور افزائش کے لیے مختلف تجربات کے صحیح وغلط ہونے کے بنیادی اصول پیش کرتی ہے، جس کے بنیادی نکات درج ذیل ہیں۔

1: حلت وحرمت　　　2: مکلفیت وعدم مکلفیت　　　3: عزت وتکریم

4: دلیل قطعی (نص)

یعنی اسلامی تعلیمات مختلف النوع اشیاء کے تحفظ کی امین اور اُس میں بہتری کی حوصلہ افزائی بھی کرتیں ہے، وہیں ان کے فوائد و ثمرات سے آگاہی بھی دیتی ہے، پرندوں اور حیوانات میں باہمی ملاپ کے ذریعے وجود میں آنے والی نسل سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب بھی دیتا ہے، جیسے خچر وغیرہ۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے

"وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ○ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَالِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ○ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً"[24]

"اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے چوپایوں کو بنایا، ان میں تمہارے لیے بہت فوائد اور اوران میں سے تم کھاتے بھی ہو۔ اور یہ تمہارے سامان کا ایسی شہر لے جاتے ہیں، جہاں تم مشقت کے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اور گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کیے کہ ان پر تم سوار ہو اور یہ زینت کا ذریعہ بھی ہیں۔"

جس طرح ان کے فوائد و ثمرات کی نشاندہی فرمائی ویسے ہی مخلوق خدا ہونے کی وجہ سے ان کو ایذاء پہنچانے سے روکا گیا، کیونکہ یہ عمل عاقبت میں رسوائی کا باعث بن سکتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

"عُذِّبَتْ امراة فی هرةٍ سَجَنَتهَا حتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فيها النارَ"[25]

"ایک عورت کو بلی کو باندھ کر رکھنے کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔"

اس لیے اسلامی تعلیمات تمام چرند وپرند کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تلقین فرماتا ہے، کھانے اور زندگی کے دوسرے معاملات میں ان سے منفعت کو جائز قرار دیا۔ اسی طرح افزائش میں بھی اس عمل کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، البتہ اسلام میں بعض جانور کو حرام قرار دیا گیا اور اُن سے کسی بھی اعتبار سے فائدہ اُٹھانے کی اجازت نہیں، اسی طرح رحمت عالمصلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقی نسل کو باقی رکھنے اور اہم جانور کی افادیت و ثمرات کو باقی رکھنے کے عمل کو بھی افزائش کے عمل میں مد نظر رکھنے کا درس دیا۔

---

24 ۔ النحل ۱۶: ۵۔۸

25 ۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ ﷺ، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ، رقم الحدیث: ۲۲۴۰ (بیروت: داراحیاء التراث، ن م) ۲: ۱۷۶۰

افزائش کامفہوم:

افزائش کے لیے عربی میں ”التهجين “کالفظ مستعمل ہے، جو کہ جانوروں کی مختلف انواع کے باہمی ملاپ کے ذریعے افزائش نسل کے لیے عموماً بولا جاتا ہے۔ یہ لفظ ”ھجّن “کامصدر ہے۔ جو کہ لغت میں ایک چیز کو دوسرے شئے کے ساتھ ملانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

"ويقال: هجنة، أي جعله هَجيناً. وتَهْجِينُ الأمر أيضاً: تقبيحه۔"[26]

"کسی چیز کو بے وقعت بنانا، کسی کام کی جانب نسبت ہو تو مطلب حقارت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔"

اصطلاح میں اس مراد کسی دوالگ انواع کے طبعی یا مصنوعی ملاپ کے ذریعے خصوصیات کا حامل ایک نئی چیز ایجاد کرنا، اس کا تعلق ادب، زبانوں، اقتصادی اور چرند وپرند میں افزائش نسل کے ساتھ ہے۔ یعنی مختلف زبانوں کی مرکب نئی زبان کا ایجاد، تجارت کے لیے سرمایہ دارنہ اور سوشلسٹ کا مرکب نیا نظام ایجاد، ادب میں بیانہ اور شاعرانہ اسلوب کا مرکب پیش کرنا اس کے عمومی مفہوم میں شامل ہے۔ البتہ اس مقام پر حیوانات، زرعی پیداوار، پرندوں وغیرہ کے باہمی تعلق سے افزائش کی بابت کلام کی صورت میں اس کی جامع تعریف یہ ہے۔

"تدخل بشرى فى انتاج الحيوانات او النباتات؛ لضمان الحصول على الصفات المرغوب فيها لدى الاجيال القادمة، مزج السلالات۔"[27]

"جانوروں یا پودوں کی پیداوار میں انسانی مداخلت؛ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ آنے والی نسلوں کے لیے مطلوبہ خصلتیں حاصل کی جائیں، تناؤ کو ملایا جاتا ہے۔"

یعنی انسانی ضروریات کی تکمیل یا مالی واقتصادی فوائد کے حصول اور مقاصد کی خاطر جانوروں اور پودوں میں افزائش نسل کے انسانی عمل کے ذریعے جو طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔

تھجین کی اقسام:

افزائش کے عمل کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، بعض صورت میں دوانواع کے فطری یا قدرتی طور پر باہم ملنے کی وجہ سے یا انسانی مداخلت کی وجہ سے یہ پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے۔

طبعی:

دو مختلف انواع کے جانوروں کے ملنے کی وجہ سے ایک نئی نسل کا وجود میں آنا اور باہمی ملاپ میں انسانی عمل دخل تقریباًنہ ہونے کے برابر ہوتا ہے، جیسے ہرن و بھیڑ کے ملاپ سے نئی نسل کا وجود، گھوڑے اور گدھے کے ملاپ سے خچر کا وجود۔

غیر طبعی، مصنوعی عمل:

اس عمل میں انسان ایک نوع کے نطفہ کو دوسرے نوع کے ساتھ مخصوص مقاصد کے حصول کے لیے ملاپ کر ایک نئی نسل کی افزائش کرتا ہوتا ہے، جیسے اونٹ اور لاما کے ملاپ کے ذریعے cama کو بنایا گیا۔

---

[26] ۔ الجوھری، الصحاح، (6/2217؛ المصباح المنير للفيومي

[27] ۔ عبد المحید، احمد مختار، ڈاکٹر، معجم اللغة العربية المعاصرة، (القاھرۃ: عالم الکتب، 2008ء)، ۳: ۲۳۲۸

تہجین کا حکم:

افزائش نسل کا یہ عمل حیوانات، پرندوں میں شرعی حدود اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے تحت ہونا چاہیے، جس میں انسانی منفعت کا حصول اور نقصان کے اندیشہ کو اولاً ختم کرنا ضروری ہے، چنانچہ شرعی حدود کے دائرہ میں رہتے ہوئے اس عمل کی اجازت مرحمت فرمائی گئی ہے۔

"لا حرج في تهجين الطير أو تزويج نوعين مختلفين"[28]

"پرندوں کی افزائش میں یا ایک ہی جنس کی مختلف نوع کو باہم ملاپ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔"

جانوروں کی نسل کشی کے دوران کن امور کا خیال رکھنا ضروری ہے، اُس کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد حسن یحیٰ الملحانی رقم طراز ہیں:

"ومنها أن يكون هناك مصلحة من التزاوج بين حيوانين مختلفين يستفيد منها المجتمع المسلم و وإلا فستكون العملية فيها ضياع للوقت وهدر للمال بدون فائدة وأن لا يترتب على عملية التهجين تشويه خلقي أو تغيير لخلق الله أو ضرر وأذى شديد بالحيوان لا يحتمل عادة أو ضرر يلحق باآلدميين كإصابة الحيوان الناتج من التهجين باضطراب عقلي أو توحش شديد أو مرض ينتقل بالعدوى لمن خالطه أو تناول لحمه."[29]

"ان میں سے یہ ہے کہ دو مختلف جانوروں کے درمیان ملاپ میں دلچسپی امت مسلمہ کے فائدے کے لیے ہے، ورنہ یہ عمل وقت کا ضیاع اور بغیر سود کے پیسے کا ضیاع ہو گا۔ اور یہ کہ نسل کشی کے عمل کا نتیجہ اخلاقی بگاڑ یا خدا کی تخلیق میں تبدیلی، یا اس جانور کو نقصان یا شدید نقصان نہیں پہنچاتا جو عام طور پر ناقابل برداشت ہوتا ہے، یا انسانوں کو نقصان پہنچاتا ہے، جیسے کہ کراس بریڈنگ کے نتیجے میں جانور کو تکلیف ہوتی ہے۔ ذہنی خرابی، انتہائی سفاکیت، یا ایسی بیماری جو ان لوگوں کو منتقل ہوتی ہے جو اس کے ساتھ مل کر کھاتے ہیں یا کھاتے ہیں۔"

یعنی نسل کشی کے عمل میں مصالح اُمت کا خیال رکھا جائے گا، اس کی وجہ سے اخلاقیات، فطرت میں تبدیلی یا جانور کو ایسا نقصان نہ ہو، جو کہ نتیجۃً انسان کے لیے نقصان کا باعث جائے، نیز اس عمل کی وجہ سے جانور تکلیف کا شکار ہوتا ہے، ذہنی، جسمانی بیماریوں کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ اسی طرح یہ عمل سفاکیت، سنگ دلی اور ذاتی مفادات کے حصول کا ذریعہ تو نہیں، جو جانور کو غیر فطرتی چیز کو قبول کرنے اور تکلیف پہنچانے کی بنیاد نہ بن جائے۔

اسلام نے جانوروں میں افزائش کی اجازت تو مرحمت فرمائی، مگر مختلف شرائط اور قیودات کے بعد، اسی طرح نباتات میں بھی افزائش کو درست قرار دیا گیا، نیز اس کے ساتھ اشیاء کی افزائش میں حلت و حرمت، مکلف و عدم مکلف، عزت و تکریم اور نص قطعی کی وجہ سے کچھ افزائشی طریقہ کار سے یا مخصوص چیزوں کے استعمال کو خاص طبقہ کے لوگوں کے لیے حرام قرار دیا گیا ہے۔ ان اصولوں کی پاسداری اسلامی تعلیمات کا جزءلاینفک ہے۔ چنانچہ ذیل میں افزائش کے ممانعت کی بنیادی نکات پر مختصر روشنی ڈالی جاتی ہے، جس سے افزائش سے متعلق اسلامی تعلیمات کا تصور روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا۔ ممنوعہ افزائش میں اسلامی تعلیمات کے مطابق بنیادی نقطہ حلت و حرمت کا ہے اس لیے اولاً اسی کو بیان کیا جائے گا۔

---

[28] ۔ الدمیری، کمال الدین، حیاۃ الحیوان الکبری، (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، 2004ء)، ا: ۲۰۷

[29] ۔ الملحانی، محمد حسن یحیٰ، زكاة الحيوانات من غير الأنعام و الحيوانات المهجنة : دراسة فقهية مقارنة .مجلة الجامعة العراقية، 30 ستمبر، مج.2020، ع.48، 1: 151-169.

افزائش اور حلت وحرمت کا تصور:

اسلامی تعلیمات میں جس امر پر سب سے زیادہ زور دیا گیا اور احتیاط کے دامن کو تھامنے کی تلقین کی گئی ہے۔ وہ اشیاء میں حلت وحرمت کا تصور ہے اور اس تصور نے پورے دین کا احاطہ کر رکھا ہے، کیونکہ زندگی کا کوئی بھی امر، چاہے اُس کا تعلق کھانے پینے سے ہو یا بود وباش سے، معاشرت سے یا سماجیات سے، اقتصادیات سے ہو اخلاقیات سے، ہر معاملہ میں اُس امر کے درست ہونے یا نہ ہونے کو پرکھا جاتا ہے، چنانچہ اسی اہمیت کے پیش نظر حلت وحرمت کے قواعد وضوابط مقرر کیے گئے، جن کی روشنی میں اشیاء کی حلت وحرمت کا تعین کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے افزائش کے اعتبار سے پاک اور قابل منفعت اشیاء میں حلت کو اصل قرار دے کر اس امر کو درست قرار دیا گیا اور اسے استعمال کرنے کی ترغیب بھی دی گئی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُواْ مِمَّا فِي الأَرْضِ حَلاَلاً طَيِّباً وَلاَ تَتَّبِعُواْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ"[30]

"لوگو جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔"

اس کے ساتھ نقصان دہ اور خبیث اشیاء کے استعمال سے منع فرمایا، کیونکہ ان میں اصل حرمت ہے۔ چنانچہ نص (قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم) میں متعدد امور کی حلت وحرمت کی نشاندہی فرمائی ہے۔ رب کائنات نے جن غذاؤں اور زندگی کے دیگر امور میں جن کاموں کو حرام فرمایا وہ حرام ہیں اور جن کو حلال وہ حلال ہیں۔ اس امر پر تنبیہ بھی فرمائی حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرانا ممنوع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ"[31]

"اور اپنی زبانوں سے جھوٹ نہ بناؤ اور یہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھو، بے شک جو اللہ پر بہتان باندھتے ہیں اُن کا بھلا نہیں ہوتا۔"

حلال وحرام کے امر کی اہمیت کا اندازہ اس بات لگایا جاسکتا ہے کہ کتاب الٰہی میں مختلف الفاظ کے ذریعے اور اسالیب کے ذریعے اشیاء کی حرمت کی نشاندہی فرمائی، بعض مقام پر ممانعت اور نہی کا کلام ذکر کیا، بعض مقام حرام اور اُسے سے مشتق الفاظ کا، کہیں حلال اور ناجائز صورتوں کی وضاحت فرمائی گئی، کہیں اُس امر کی سزا کو بیان کر کے امر کے شنیع ہونے کا بیان کیا، کہیں فعل قبیح کے آخروی عذاب کے ذریعہ حرام اور حرمت کو ظاہر فرمایا، کہیں فعل کو گناہ کے نام سے موسوم کیا، کہیں اس امر کو ایمان کے منافی قرار دیا، کہیں تعبیر وبیان کا انداز اُس فعل کے شنیع ہونے پر دلالت کرتا ہے، غرض قرآن کریم میں فعل حرام یا قبیح امر کی وضاحت مختلف انداز میں فرما کر اُن سے اجتناب کا حکم دیا، یہی وجہ ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین امور میں اپنی طرف سے بات ایجاد کرنے یا منسوب کرنے کو رد فرمانے کا حکم دیا ہے۔

"من عائشة قالت قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم من احدث فى امرناهذا ماليس فيه فهو رد"[32]

---

[30] ۔ البقرۃ ۲: ۱۶۸

[31] ۔ النحل ۱۶: ۱۱۶

[32] ۔ ابو عوانہ، یعقوب بن اسحاق، مستخرج ابی عوانہ، کتاب الحدود، باب رد حکم الحاکم۔۔۔، رقم الحدیث: 6407 (بیروت: دار المعرفۃ، 1998ء)، ۴: ۱۷۰

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دین میں اپنی طرف سے کوئی نئی بات ایجاد کی تو وہ مردود ہے [اُسے بات کو رد کر دیا جائے گا۔"

حلت و حرمت کا دائرہ کار انسانی زندگی کے تمام امور سے متعلق ہے اور اس میں معمولی کمی بیشی کو بھی ناپسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے، البتہ وہ امور جن کی وضاحت نص میں صراحت نہیں ،اُن کی بابت فقہاء کرام کا نظریہ یہ ہے کہ اور باعتبار مجموع تمام چیزوں میں اصل حلت واباحت ہے الا قلیل، یہاں تک اُس کی ممانعت سے متعلق نہی یا دلیل نہ مل جائے یا اُس کا مفسد ہونا محقق اور واضح نہ ہو جائے۔ ابو بکر جصاص لکھتے ہیں:

"ان الاشياء على الاباحة ممالايحظره العقل فلايحرم منه شيء الا ماقام دليله"[33]

"کہ اشیاء کا مباح ہونا اُن چیزوں میں سے ہیں، جن کے لیے عقل مانع نہ ہو، لہٰذا ان میں سے کوئی بھی دلیل قائم ہونے سے قبل حرام نہیں ہو گی۔"

یعنی جن امور کے حلال و حرام کی بارے میں شریعت میں سکوت ہیں، توکسی بھی دلیل قطعی یا اجتہاد کے عمل کے ذریعے اُس کے حرمت ثابت ہونے سے قبل تک ہو حلال ہے، تومسکت اشیاء کا استعمال جائز ہو گا۔ جیسے اس کی وضاحت آقاء دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارکہ سے بھی ہوتی ہے۔

"قَالَ الْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ"[34]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حلال و حرام وہی ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال و حرام فرمایا ہے اور جن امور یا اشیاء پر خاموشی اختیار فرمائی وہ معاف ہے۔"

وجہ اس کی یہ ہے کے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماننے والوں کو زندگی کے ہر شعبے میں بہترین رہنمائی مہیا کرتا ہے اور کسی بھی معاملے میں شتر بے مہار نہیں چھوڑتا اسلامی فلسفہ اس بارے نہایت واضح ہے حلت اور اور حرمت کا تصور ہی بنیادی طور پر ضرر اور منفعت مبنی ہے جس شئ میں ضرر پایا جائے وہ حرام اور جو نفع بخش ہے وہ مباح اور حلال ہے یہی وجہ ہے کہ مضر اشیاء کی افزائش اسلام میں مطلقاً حرام ہے۔

جن اشیاء کی حلت و حرمت کی صراحت نص سے ثابت نہ ہو توفقہائے عظام کچھ اصول مقرر فرمائے جن پر عمل ضروری ہے، اسی طرح اشیاء کی افزائش میں بھی انہی قواعد کو بھی ملحوظ رکھنا وقت کی ضرورت ہیں، اُن میں اہم اصول یہ ہیں:

i. منافع بخش چیزوں میں منفعت کا پہلو معتبر ہے اور نقصان دہ چیزوں میں ممانعت اور احتراز کا پہلو۔ جو کہ حدیث مبارکہ استشہاد کیا گیا ہے۔

"لاضرر ولاضرار"[35]

"نہ کسی سے نقصان اُٹھاؤ اور نہ ہی کسی کو نقصان پہنچاؤ۔"

ii. جن حیوانات کے قتل کی ممانعت اور بعض کی اجازت، اُن کے حرام ہونے کی دلیل ہے۔ تو اُن سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس سے متعلقہ نصوص کا خلاصہ ذکر کرتے ہوئے ابن عقیل رقم طراز ہیں:

33 ۔ الجصاص، احمد بن علی، احکام القرآن، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ 1994ء)، ا: ۳۲

34 ۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، باب اکل الجبن والسمن، رقم الحدیث: 3367 (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ن م)، ۲: ۱۱۱۷

35 ۔ شافعی، محمد بن ادریس، مسند الشافعی، باب ماجاء فی المظالم [ظلم ۔۔] رقم الحدیث: 442، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1370ھ)، ۲: ۱۳۴

"دل تحريم قتلهِ على المنعِ من أكلهِ. وإباحة القَتلِ دل على تحرِيمِ الأكل"[36]

"ان اشیاء کو مارنے کی ممانعت ان کے کھانے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے اور ان کو قتل کرنے کی اجازت کھانے کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے۔"

تو ایسی اشیاء کی افزائش میں وقت اور مال صرف کرنا کا کوئی دنیاوی فائدہ ہے نہ ہی آخروی۔ اس لیے ان چیزوں کی افزائش نسل سے اجتناب بہتر ہے، جیسے مینڈک، سانپ، چوہا، کاٹنے والا کتا، چیل اور کوا وغیرہ

iii. زہریلی اور مضر اشیاء سے اجتناب کرنا، کیونکہ یہ قابلِ منفعت نہیں، بلکہ نقصان کا ذریعہ ہے، جس کی افزائش بھی انسانیت کے لیے نقصان کا باعث بنے گی، اس لیے اجتناب بہتر ہے۔

"وَالنَّبَاتُ الَّذِي يُسْكِرُ وَلَيْسَ فِيهِ شِدَّةٌ مُطْرِبَةٌ يَحْرُمُ أَكْلُهُ وَلَا حَدَّ عَلَى آكِلِهِ. قَالَ وَيَجُوزُ اسْتِعْمَالُهُ فِي الدَّوَاءِ. لَا يَحِلُّ أَكْلُ مَا فِيهِ ضَرَرٌ مِنْ الطَّاهِرَاتِ كَالسَّمِّ الْقَاتِلِ وَالزُّجَاجِ وَالتُّرَابِ الَّذِي يؤذى البدن ... وَكَذَلِكَ الْحَجَرُ الَّذِي يَضُرُّ أَكْلُهُ"[37]

"ایسے پودے جن میں نشہ ہو اوراُن کے ذائقہ میں ترشی بھی نہ ہو تواُن کا کم یا زیادہ کھانا حرام ہے، البتہ دوائی کے لیے استعمال کرنے اجازت ہے۔ اسی طرح پاک چیزیں، جو نقصان دہ ہوں اُن کا استعمال اور کھانا حلال نہیں، جیسے زہر قاتل، شیشہ اور بدن کو تکلیف دینے والی مٹی۔۔۔اسی طرح وہ پتھر جس کا کھانا تکلیف کا باعث ہو۔"

یہ اشیاء حلال ہونے کے باوجود انسانیت کے نقصان کا باعث ہیں، تواِن کے استعمال سے روکا گیا ہے، اسی طرح افزائش کے باب میں بھی ان پر محنت اور وقت کے صرف کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا، چنانچہ افزائش کا عمل ممنوع تو نہیں، لیکن قابل فائدہ اور منفعت سے خالی ہونے کی وجہ سے اجتناب بہتر ہے۔

iv. ناپاک اور نجس چیزوں کا استعمال حرام ہے، چنانچہ اسی بنیاد پر ان کی افزائش بھی ممنوع ہو گی۔ اس میں وہ تمام اشیاء شامل ہو گئیں، جن کو شریعت اسلامیہ میں ناپاک سمجھا جاتا ہے، جیسے خنزیر اوراُس کا گوشت، انسانی خون اور خشکی کے جانوروں کا خون، قئ، پیپ، پیشاب، وغیرہ۔

"النجاسة عين مستقذرة شرعاً سواء كانت جامدة كالغائط أو سائلة كالبول...النجاسة الذاتية وهي أن يكون الشيء نجساً بذاته مثل بول الآدمي وغائطه ... النجاسة الحكمية وهي النجاسة الطارئة على محل طاهر مثل الثوب إذا أصابه البول"[38]

"نجاست: ایک ایسی چیز ہے، جسے اسلامی قانون کے مطابق غلیظ / گندا سمجھا جاتا ہے، خواہ وہ پاخانہ کی طرح ٹھوس ہو، یا پیشاب کی طرح مائع ... نجاست ذاتیہ: وہ نجاست ہے جب کوئی چیز بذات خود نجس ہو، جیسے کہ انسانی پیشاب اور پاخانہ... حکمی نجاست: وہ نجاست ہے جو پاک جگہ مثلاً کپڑے پر پیشاب آجائے۔"

اسی لیے وہ اشیاء جو نجاست کے حکم میں شامل ہو گئی، اُن کی افزائش فقط ناپاکی کا پھیلاؤ ہے، اس کے ذریعے انسانیت کو مزید نقصان کا سامنا کرنے

---

36 ۔ ابو الوفاء، علی بن عقیل، الواضح فی اصول الفقہ، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1999ء)، ۲: ۹۱

37 نووی، یحیی بن شرف، المجموع شرح المھذب، (بیروت: دار الفکر، ن م)۹: ۳۷

38 ۔ التویجری، محمد بن ابراہیم، موسوعۃ الفقۃ الاسلامی (الریاض، بیت الافکار الدولیہ، 2009ء)، ۲: ۲۳۷

پڑے اور کوئی فاہدہ بھی نہیں ہو گا، چنانچہ اسی طرح کی تمام اشیاء میں افزائش ممنوع ہے، جو فقط قیمتی اوقات اور صلاحیتوں کا غیر مصرف مقام پر ضیاع کا باعث ہے۔ اسلامی تعلیمات انسانیت کو اپنی صلاحیتیں وہاں صرف کرنے کی تلقین فرماتی ہے، جو اُس ذات کے اعتبار سے یا انسانیت کے لیے فائدہ کا ذریعہ ہوں۔

۷. ایسی تمام اشیاء جو انسانی ذہنی صلاحیتوں کو عارضی طور پر ختم کردے اور انسان اپنے ہوش وحواس سے جاتا رہے، شریعت اسلامیہ نے انہیں حرام قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارکہ ہے۔

"فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ"[39]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔"

نشہ دلانے والی چیز قلیل وکثیر حرام ہے، نیز یہ معاشرے میں اکثر برائیوں کا سبب ہے نفیس طبع افراد خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو اس کا برا ہونا ان کے ہاں مسلمہ ہے، چنانچہ اس کا کسب اور افزائش کو اسلام ممنوع قرار دیتا ہے کیونکہ کے یہ اس کے لیے مال متقوم نہیں بن سکتا جس کا اندازہ ذیل میں ذکر حدیث سے ہو سکتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی وجہ سے دس اشخاص پر لعنت فرمائی کے شراب کو نچوڑنے والا، نچڑوانے والا اور جس کے لیے نچوڑی جائے اور اٹھا کر لے جانے والا اور جس کے لیے اٹھائی جائے اور فروخت کرنے والا اور جس کے لیے فروخت کی جائے اور پلانے والے اور جس کے لئے پلائی جائے۔ اسی قسم کے دس افراد شمار کئے۔"[40]

شراب کی حرمت کا سبب خوامرۃ العقل ہے یہی علت دیگر ایسی اشیاء کی حرمت کا سبب ہے جس شئی میں بھی یہ علت پائی جائے گی اس کا حکم بھی حرمت والا ہو گا جیسا کہ اس کا ہے، یہ توضیحات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ تمام نشہ آور اشیاء کی افزائش او اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے مثلا ہیروئن، چرس، افیم، بھنگ، وغیرہ

ان نشہ آور اشیاء میں تمباکو بھی ہے تمباکو کو ممنوعہ افزائش میں ذکر کرنے مقصد صرف یہ کے تمباکو نشہ آور اشیاء میں نہایت نخیف تصور کی جاتی ہے۔ اور قانونی اعتبار سے بھی اس کی حرمت کا فتویٰ نہیں دیا جاتا کسی بھی شئی کی حرام یا حلال ہونے کے لیے ضروری ہے جس دلیل سے وہ حلال یا حرام ہے وہ قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہو، یعنی اس سے کسی چیز کے حرام ہونے کے سوا کوئی دوسرا مفہوم لینے کا امکان نہ ہو ایسی کوئی بھی دلیل تمباکو کے حوالے سے نہیں ملتی لیکن پھر بھی اسکی افزائش کو احسن عمل قرار نہیں دیا گیا۔

"تمباکو جس کا نباتاتی یا سائنسی نام (NICOTIANA TABACUM) ہے اس کا مشہور ومعروف نام (TOBACCO) انڈین امریکن لفظ سے ماخوذ ہے جو اس پائپ کو کہتے تھے جس کے ذریعہ امریکہ کے اصلی باشندے ریڈ انڈین تمباکو نوشی کرتے تھے، یا پھر پتوں کو لپیٹ کر جسے پیتے تھے اس کا نام تھا۔"[41]

مشہور ترین روایت کے مطابق دسویں صدی کے اواخر اور گیارہویں کے اوائل میں عرب اس سے واقف ہوئے ہیں۔ اس کی حلت وحرمت کی

39۔ ابن الجعد، علی بن الجعد، الجوھری، مسند ابن الجعد، شعبہ عن سعید ابن ابی بردۃ، رقم الحدیث: 536 (بیروت، مؤسسۃ نادر، 1990ء)، 93

40۔ ابن ماجہ، یزید بن عبد اللہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الاشربۃ، باب لعنت الخمر علی عشرۃ اوجہ، رقم الحدیث: 3380 (بیروت، دار حیاء التراث العربی، ن م)، ۲: ۱۱۲۱

41۔ انسائکلوپیڈیا بریٹانیکا

بابت مختلف آراء سامنے آئیں۔ بہر کیف تمام مذاہب اربعہ میں سے فقہاء کی ایک جماعت نے تمبا کو کو حرام قرار دیا ہے، اور بعض نے مکروہ اور کسی نے مباح۔ ردالمحتار نابلسی کا قول ہے :

"فالذی ینبغی للانسان إذا سئل عنه سواء کان ممن یتعاطاه أولا ،کهذا العبد الضعیف وجمیع من فی بیته أن یقول : هو مباح ، لکن رائحته تستکرهها الطباع فهو مکروه طبعاً لا شرعاً"[42]

"جس کسی شخص سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے خواہ اسے وہ استعمال کرتا ہو یا نہیں جیسے یہ بندۂ ضعیف اور اسکے جملہ اہل خانہ تو اس کو مباح کہنا چاہیے، لیکن اس کی بو طبیعت کو ناگوار معلوم ہوتی ہے اس لیے وہ طبعاً مکروہ ہے نہ کہ شرعا"

شافعیہ اور حنفیہ کے اکثر علماء نے اس کو مکروہ یا مباح کہا ہے اور ان میں سے بعض نے حرمت کا فتویٰ دیا ہے، اور اکثر مالکیہ نے اسے حرام کہا ہے، اور ان میں سے بعض نے مکروہ، اور تقریباً یہی صورتحال ہے فقہائے حنابلہ کی، لیکن علماء نجد اس کی حرمت پر متفق نظر آتے ہیں۔

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ نقطہ تو واضح ہو گیا تمبا کو نوشی طبعا اور طبا دونوں طرح سے فائدہ مند نہیں لہذا جس چیز کو استعمال کرنا مستحسن نہ ہو تو اس کی افزائش اور اس کی کھیتی کرنا اور اس کا کاروبار کرنا کیونکر مستحسن ہو سکتا ہے۔

الغرض اسلام نے مقصد حقیقی کو نظر انداز کرنے اور بھولنے والے عوامل اور سمجھ بوجھ کی صلاحیت کو تباہ کروانے والی عوامل سے بچنے کا حکم دیا، نیز ان سے حاصل ہونے والی آمدن کو بھی ناجائز قرار دیا ہے، اس طرح نشہ آور اشیاء کی افزائش کے معاملات کو شریعت اسلامیہ میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

vi. حلال و حرام کے مجتمع ہونے کے بعد ان میں تفریق ممکن نہ ہو تو حلال بھی حرام کے زمرہ میں شمار ہو گی، چنانچہ ایسی چیز کی افزائش کرنا بھی درست نہیں ہو گا۔ اس سے بچنا چاہیے۔

"وَكُلُّ حَرَامٍ اخْتَلَطَ بِحَلَالٍ فَلَمْ يَتَمَيَّزْ مِنْهُ حُرِّمَ كَاخْتِلَاطِ الْخَمْرِ بِالْمَأْكُولِ"[43]

"اور حرام حلال کے ساتھ اس طرح مل جائے کہ حلال کو حرام سے االگ کرنا ممکن نہ ہو تو وہ حلال بھی حرام ہو جائے گا، جیسے شراب کا کسی کھانے والی چیز کے ساتھ مل جانا۔"

الغرض افزائش نسل میں اسلامی تعلیمات حلت و حرمت کے حکم کو ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتی ہیں اور اشیاء کی بابت حلت و حرمت کے بیان شدہ قطعی ضوابط کے ساتھ مستشہدہ اصولوں کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے، نیز اس عمل میں عرف اور عوام کی ضروریات و حاجات کو بھی ملحوظ رکھا جائے گا، نیز مختلف انواع کے باہمی ملاپ میں اُن کی صفات کو مد نظر رکھنے اور جیناتی عمل کا لحاظ بھی از بس ضروری ہے۔

اسلامی تعلیمات اگرچہ چرند و پرند اور نباتات وغیرہ میں افزائش کے عمل کو مطلقاً ممنوع تو قرار نہیں دیتا، لیکن مخلوق خدا کو تکلیف سے بچانے ، تخلیق خداوندی میں تبدیلی کرنے، وقت اور مال کے ضیاع کے خطرہ اور حلت و حرمت جیسے اہم مسائل کی وجہ سے احتیاط اور اجتناب کا درس دیتا ہے۔ اس کے ساتھ بوقت ضرورت اور حاجت اصلیہ کی صورت میں افزائش کے عمل کی اجازت بھی مرحمت فرماتا ہے۔

---

[42] ۔ ابن عابدین، محمد بن امین، ردالمختار علی الدر المختار، (بیروت، دار الفکر، 1992ء)، ٦: ٤٥٩

[43] ۔ الشافعی، محمد بن ادریس، الام، (بیروت، دار المعرفۃ، 1990ء)، ٢: ٢٢١

افزائش اور مکلف وعدم مکلف کا تصور:

شرعی احکام کی ادائیگی اور بجا آوری کے لیے شریعت اسلامیہ میں معیار مقرر کیا گیا ہے، جو اس اہلیت پر پورا اترے گا، وہ اُس پر حکم کی پاسداری ضروری ہو جاتی ہے۔ یہی مکلفیت اور عدم مکلفیت کا فلسفہ ہے، جسے حکم تکلیفی کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ یعنی حکم وہ پورا کر کے وہ بعد کی تکلیف سے خود کو آزاد کروالیتا ہے، بالفاظ دیگر اس کا تعلق بندے کے اختیار اور اللہ تعالیٰ کے خطاب کا اُس سے متعلق ہونا ہے۔

اُس حکم کو انجام دینے والے شخص کو مکلف کا نام دیا جاتا ہے اور حکم تکلیفی مکلف کے پاس اُس کام انجام دینے یا نہ دینے کے اختیار کا نام ہے۔ بحیثیت مسلمان شریعت کی رو سے کسی بھی فعل کی انجام دہی کے لیے بنیادی طور پر دو چیزیں ضروری ہیں:

1: عقل　　　　2: بلوغت

"کسی فعل کا مکلف وہی بن سکتا ہے، جس میں عقل ورشد پائی جاتی ہو، جس کا اظہار اور علامت فقہاء کی رائے میں "بلوغت / بلوغ" ہے۔ اس صلاحیت کی وجہ سے بندے پر احکام شرعیہ کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے۔"[44]

یعنی مکلف [انسان] سے جس امر [حکم الفاظ] کے ذریعے حکم کی ادائیگی کا ذمہ دار بنایا جاتا ہے، یعنی اُس امر کو بجالانے یا اُس سے اجتناب کے اعتبار سے اقسام درج ذیل ہیں:

1. فعل حتمی طور پر مطلوب ہو، شریعت میں اُس امر کو لازمی کرنے کا حکم دیا گیا ہو، اس میں نکار کی گنجائش بھی ہو۔ تو واجب ہے۔ جیسے نمازیں، زکوٰۃ، استطاعت کے وقت بیت اللہ کا حج
2. فعل حتمی طور پر مطلوب نہ ہو اسے ندب کہتے ہیں، جیسے فرائض کے علاوہ نوفل، سنت مؤکدہ وغیرہ۔ اسی کو سنت، مستحب، مسنون اور نفل بھی کہتے ہیں، عمل کرنے پر ثواب کا مستحق ہو گا۔
3. فعل حتمی طور پر ممنوع ہو اور اُس سے بچنا نہایت ضروری ہو، نیز شریعت نے انہیں غلط قرار دیا ہے۔ جیسے زنا، والدین کی نافرمانی۔ برے کام سے بچنے کی صورت میں انسان ثواب کا مستحق اور بجالانے کی صورت میں سزا کا مستحق ہوتا ہے۔
4. فعل کو حتمی طور پر ممنوع قرار نہ دیا ہو یعنی ہر حال میں اس سے بچنا ضروری نہ ہو۔ البتہ بچنے کی صورت میں ثواب کا مستحق ہو گا اور بجالانے کی صورت میں سزا کا حق حاکم وقت کے پاس ہے۔، جیسے کھانا میں بائیں ہاتھ کا استعمال، عشاء کے بعد باتیں کرنا وغیرہ
5. جن امور کی بابت شریعت میں حکم یا ممانعت کی وضاحت نہیں، تو ایسے افعال کو مباح، حلال یا جائز کہا جائے گا۔[45]

افزائش یا دیگر احکام میں مکلف انسان ہے، نہ کہ چرند وپرند۔ نیز افزائش کا فعل مباح ہے اس کے کرنے یا نہ کرنے کی بابت کوئی دلیل موجود نہیں، چنانچہ شریعت اسلامیہ اس عمل پر ممنوع نہیں، یہ تعلق چرند وپرند کے ساتھ ہے، کیونکہ وہ شریعت کے پابند نہیں ہوتے، البتہ انسان شریعت کا پابند اور مکلف ہے، چنانچہ وہ افزائش کے معاملہ میں کوئی بھی ایسا عمل بجائے لائے جو شریعت کے مخالف ہو تو اُسے برابر سمجھا جائے گا۔ اور اس کی اجازت نہیں ہو گی۔

---

[44]۔ قاسمی، افتخار احمد، اصطلاحاتِ اصول فقہ، (مہاشٹر، انڈیا، جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، 2009ء)، 54-55

[45]۔ ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، روضہ الناظر وجنۃ المناظر، (القاھرۃ، مؤسسۃ الریان للطباعۃ، 2002ء)، ۱: ۱۰۵۔۱۳۹

افزائش اور عزت وتکریم کا تصور:

اس کائنات میں خالق دوجہاں نے عظیم الشان سیاروں، ستاروں اور کہکشاؤں پر مشتمل نہ جانے کتنے ہی مظاہر فطرت اور شاہکار قدرت تخلیق فر مائے۔ اور اس کا مقصد انسان کو اپنی ذات سے روشناس کرانا ہے۔ تاکہ انسان اللہ کی بنائی ہوئی کائنات میں غور کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکے۔ قرآن کریم کی روسے تمام تخلیقات میں خالق کی کاریگری کو دیکھ کر خالق وصانع کو پہچان کر صانع کی عظمت و قدرت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ انسان کی تخلیق کو احسن تقویم کا نام دیا، یعنی بہترین انداز میں اس کی تخلیق کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ"[46]

انسان بحیثیت مجموع، یعنی چہرہ، شکل وصورت، قدو قامت، اعضاء اور اُن کے تناسب اور ظاہری اور باطنی اعتبار سے اللہ تعالیٰ تخلیق اور صنعت کا بہترین نمونہ ہے، نیز انسانی تکریم، عزت و حرمت کے تصور و نظریہ نے اس مقام و مرتبہ مزید دوچند کر دیا۔ انسانی تکریم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا"[47]

"اور البتہ تحقیق ہم نے عزت بخشی ہے اولاد آدم کو اور ہم نے ان کو سواری دی ہے خشکی اور سمندر میں اور ہم نے روزی دی ہے ان کو پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے ان کو فضیلت بخشی ہے بہت سی مخلوق پر جس کو ہم نے پیدا کیا ہے بڑی فضیلت۔"

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے انسانی تکریم اور عزت و حرمت حفاظت کا بہترین انتظام فرمایا، ایک دوسرے کو تکلیف دینے، ناحق قتل کرنے، عزت کو تار تار کرنے جیسے عوامل سے بچنے کا حکم دیا اور ایسے کرنے پر سزاؤں کا اجراء تمام عالم کو یہ درس دینا مقصود تھا کہ یہ امور درست نہیں۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

"فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا»"[48]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارا خون، مال اور عزت اسی طرح حرام فرمادیا ہے، جیسے اس شہر میں آج کے دن کی حرمت، مگر جو ناانصافی کرے گا اُسے حق ملے گا۔"

اس لیے افزائش کے باب میں ایسے تمام امور جو انسان کی عزت، عظمت اور حرمت کے لیے خطرہ کا باعث بن سکتے ہیں، اُن سے شریعت اسلامیہ کی روسے ممنوع ہیں، جیسے انسان کا ایسی اور صنف سے ملاپ کی کوشش، اسی طرح افزائش کے باب میں ایسے عوامل اختیار کرنے جو انسان کے مال ومتاع، وسائل واسباب، وقت اور جسمانی، روحانی اور فکری انحطاط کا ذریعہ بنے، شریعت اسلامیہ کی روسے وہ بھی ممنوع ہیں۔

اس کے علاوہ افزائش کے باب میں شریعت اسلامیہ نے کن امور کو ملحوظ رکھنے کی تلقین کی فرمائیں، وہ درج ذیل ہے۔

i. افزائش کا عمل نص قطعی کے مخالف ہو تو حرام اور ممنوع ہے۔ جیسے حرمت شراب، سونا مرد استعمال نہیں کر سکتا، اسی طرح خالص ریشم کے

---

46 ۔ التین ۹۵: ۰۴

47 ۔ الاسرآء ۱۷:۷۰

48 ۔ ابن ابی اسامۃ، الحارث بن محمد، مسند الحارث، رقم الحدیث: 776 (المدینۃ المنورۃ، مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ، 1992ء)، ۲: ۷۷۴

کپڑے کا استعمال مطلقاً مرد کے لیے حرام ہے، مگر ضرورت کے وقت کچھ مقدار کے ساتھ استعمال کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

"ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يلبس الحرير إلا من ليس له منه شيء في الآخرة إلا هكذا"[49]

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ریشم وہی پہنتا ہے، جسے آخرت کا کوئی خوف نہیں (آخرت میں اُس کے لیے کچھ حصہ نہیں) مگر اتنا (یعنی دونوں یا تین یا چار انگلیوں کی بقدر۔"

یعنی خالص ریشم پہنا درست نہیں، البتہ ریشم کا اختلاط دوسرے کپڑے کے ساتھ برابری کی سطح پر ہو یا کم ہو تو ایسی صورت میں اس کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر اون کی دھاگوں کے اختلاط سے تیار شدہ کپڑوں کے استعمال کی اسلام اجازت مرحمت فرماتا ہے۔

II. نص قطعی کے مخالف نہ ہو اور مقاصد شریعہ [حفظ جان، مال، نسل، دین] کے متضاد بھی نہ ہو اور ان کی ضروریات اور حاجات کو پورا کرنے کا ذریعہ بن رہا ہو تو افزائش کے عمل کو درست قرار دیا گیا ہے۔

III. افزائش کا عمل روحانی، فکری اور جسمانی مصائب کا ذریعہ بھی نہ بنے۔

IV. دینی یا دنیاوی فائدہ کا باعث بن رہا ہو۔

الغرض ممنوعہ افزائش سے متعلق شریعت محمدی کا تصور نہایت وسعت کا حامل ہے وجہ اس کی مستعمل اشیاء کی متفرق انواع کا ہونا ہے اسلام چونکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں انسانی زندگی کے اہم معاملے معاشی افزائش کی حلت اور حرمت کے احکامات بھی تفصیل سے موجود ہیں ،شریعت نے جن اشیاء کو حرام قرار دیا ہے اس کی افزائش سے بھی روکا ہے اور ہر قسم کی معاونت کا بھی سدباب کیا ہے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ممنوعہ افزائش کا تصور زندگی کے جملہ شعبہ جات میں ہے اور اہم ترین شعبہ معیشت کا ہے۔ جو انسان بھی اس دنیا میں آیا وہ زندگی گزارنے کے لیے اپنی معیشت کو بہتر کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے اموال کی افزائش کا اہتمام کرتا ہیں۔ دین اسلام نے اس حوالے سے انسانوں کے لیے حدود و قیود متعین کی ہیں افزائش اموال کی ممنوعہ طریقوں کی بھی مکمل اور مفصل وضاحت کی ہے۔

جانوروں کی افزائش کے تناظر میں، اسلام جانوروں کی نسلوں کے تحفظ اور بہتری کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ ایسے جانوروں کا انتخاب کریں اور ان کی افزائش کریں جو مطلوبہ خصلتوں اور خصوصیات کے حامل ہوں تاکہ پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہو، جینیاتی خصوصیات کو بہتر بنایا جاسکے اور فائدہ مند نتائج کو فروغ دیا جاسکے۔ اس میں مطلوبہ خصلتوں کو حاصل کرنے کے لیے ایک ہی نسل یا لائن کے اندر منتخب افزائش جیسے طرز عمل شامل ہو سکتے ہیں۔

ممنوعہ افزائش سے متعلق تالمود اور اسلامی قوانین کا تقابلی جائزہ

معاشرتی امور اور لوگوں کی ضروریات کو پورے کرنے کی غرج زمانہ کے ساتھ مختلف اجناس میں افزائش کے طریقوں کو اختیار کیا جانے لگا۔ جس کا مقصد سماجی ،معاشرتی اور اقتصادی اعتبار سے ضروریات اور حاجات کو پورا کرنا تھا، نیز اس میں اقتصادی خوشحالی کے پہلو کو بھی مدنظر رکھا جانے لگا۔

افزائش کے عمل کے دائرہ کار کو روزمرہ زندگی کی متعدد اشیاء تک پھیلا، جس کا مقصد سوسائٹی کے مختلف طبقات کی ضروریات کو پورا

49۔ النسائی، احمد بن شعیب، السنن الکبری، باب مارخص فیہ للرجال من لبس الحریر، رقم الحدیث: 9549، (بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء)، ۸: ۴۱۲

کرنااور وسائل تک آسانی سے رسائی کی ذمہ داریوں کو پورا کرنا تھا، نیز غذائیت کے اعتبار سے انسانیت کو ابرتی اور بری صورت حال کا سامنے کرنے بچانا تھا، افزائش کے اس عمل کو شرائع کس نظر سے پرکھتے ہیں یا یہ مطلقا درست ہے یا حرام؟، نیز افزائش کی جزئیات میں کچھ تبدیلی کے ساتھ اس پر عمل کرنا ممکن ہے یا نہیں؟، چنانچہ ذیل میں تالمود افزائش کی ممانعت یا مطلقاً اجازت کی بابت تالمود اور اسلامی نقطہ نظر کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے، جو کہ افزائش کی بابت دونوں شریعتوں کی احکام کو سمجھنے میں معاون ہو گا۔

تالمود اور ممنوعہ افزائش

صورتیں	حکم / عمل کی وجہ	شرائط وضوابط	ضروریات	عصری صورت حال
بیجوں میں خلط، جانوروں میں اختلاط اور تانے وبانے کا اختلاط	درست نہیں / تخلیق کائنات کی بقا، اصل پر باقی رکھنا، قدرتی نظام کا احترام	ایک ہی کھیت میں مختلف بیجوں کو مخصوص پیمائش پر کاشت کرنا درست ہے	انسان اپنی ضروریات کو قدرتی وسائل کے ذریعے پورا کرے	اس پر عمل کم ہو رہا ہے اور یہ نظریہ جدید سائنسی تجربات کے مخالف ہے۔

اسلامی تعلیمات اور ممنوعہ افزائش

صورتیں	حکم / عمل کی وجہ	شرائط وضوابط	ضروریات	عصری صورت حال
بیجوں میں خلط، جانوروں میں اختلاط اور تانے وبانے کا اختلاط	مخصوص صورتوں میں جائز ہے	نص کے مخالف نہ ہو، عزت وتکریم کا ملحوظ رکھنا، حلت وحرمت کے پہلوؤں کا خیال رکھنا، وقت ومال کا ضیاع نہ ہو	انسانی ضروریات اور حاجات کی تکمیل کے لیے مددلی جاسکتی ہے، نیز اس عمل میں نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔	اصول و قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے بدرجہ اتم عمل کیا جارہا ہے اور یہ نظریہ جدید سائنسی تجربات کے متصادم بھی نہیں، فقط نص کے مخالف نہ ہو۔

مقصدیت کے اعتبار سے تقابل:

تالمود کی رو سے ایک ہی کھیت میں مختلف بیجوں کی اقسام کو اکٹھا کاشت کا درست نہیں، کیوں کہ اس طرح قدرتی نظام کا احترام باقی نہیں رہتا، اشیاء اپنی اصلی ہیت اور صورت میں باقی نہیں رہتیں، جو کہ خداوند کے ہاں تخلیق کائنات کو باقی رکھنا کا بنیادی تصور ہے۔ اس کے علاوہ افزائش کے عمل کو ممنوع قرار دینے سے ہی کائنات کی بقا ممکن ہے۔

اسلامی تعلیمات کی رو سے جن صورتوں میں افزائشی عمل کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، اس میں بنیادی عمل احکام الہیٰ کی حلت وحرمت کا تصور ہے، نیز اس پر مرتفع ہونے والی جزئیات، جیسے حلال وحرام کا الگ کرنا محال ہو یا اس پر عمل کرنے کی منفعت کی بجائے نقصان کا اندیشہ زیادہ ہو۔ مخلوق کو ایذاء رسائی پائی جاتی ہو۔ چنانچہ ان بنیادی مقاصد کی بناء پر اسلام نے افزائی عمل کی مخالفت کی ہے۔

قانون کی بنیادوں کے اعتبار سے تقابل:

تالمود کی رو سے افزائشی عمل کے ممنوع ہونے کی بنیاد زبانی روایات پر ہیں، جنہیں ہیکل ثانی کے بعد مرتب کیا گیا۔ تالمود میں اس کی توضیحات Kil'ayim کے ذیل میں بیان کی گئیں ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں افزائشی عمل کی اساس قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآن حکیم میں حلت وحرمت اور اُس کی متعدد صورتوں کا تذکرہ ہے، جب کہ وحی غیر متلو اور محدثین وفقہاء عظام کی وضاحتوں کے ذریعے افزائشی عمل کی درست اور ناجائز وحرام صورتوں سے متعلق بنیادی احکامات کا علم ہوتا ہیں۔

بنیادی نقطہ اور نظریہ میں فرق کے اعتبار سے تقابل:

تالمود کی روسے افزائشی عمل کے جواز وعدم جواز میں جس بات کو ملحوظ رکھا گیا، وہ اشیاء کو اُن کی اصل پر باقی رکھنا اور خداوند کی تخلیق میں تبدیلی کرنے کی ممانعت پر ہے، چنانچہ تالمود تقریباً افزائشی عمل کی تمام صورتوں کو ممنوع قرار دیتا ہے، الا قلیل۔

اسلامی تعلیمات میں افزائشی عمل کے جواز وعدم جواز میں اولاً حلت وحرمت کو بنیاد حاصل ہے۔ بعد ازاں انسانی حاجات اور ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس عمل کی اجازت دی گئی، مگر اصول وضوابط کو ملحوظ رکھتے ہوئے، ایذاءرسانی نہ ہو۔

حاجات وضروریات کے ساتھ اسلامی تعلیمات وقت کی قدر، اُسے قیمتی بنانے اور مال کے بے جاضیاع کی جانب توجہ بھی مبذول کرتا ہے، یعنی کوئی بھی ایسا افزائشی عمل جس میں قیمتی اوقات اور مال کا ضیاع ہو اور وہ بے فائدہ ہو تو ایسی تمام صورتوں کو اسلامی تعلیمات ناجائز قرار دیتی ہیں۔

اشیاء میں فرق اور نصوص کے اعتبار سے تقابل:

تالمود کی روسے افزائشی عمل کی ممانعت اشیاء کے فرق کو واضح کرنے کا عملی طریقہ ہے، جس میں اُن کے حقیقت، صاف اور پیدائشی مقصد کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ تاکہ ہر ایک چیز اپنی پیدائشی ہیت پر باقی رہے۔

اسلامی تعلیمات میں افزائشی عمل کی ممانعت کا تعلق قطعی نصوص کے ساتھ اور اُس پر استشہاد ہونے والے ذیلی مسائل میں ہے، جیسے انسانی عزت وتکریم کی وجہ سے افزائشی عمل حرام ہے اور بہت سے احکام اسی سے متعلق ہے اور انسان اُن مکلف ہے، اس لیے افزائشی عمل کو یہاں حرام قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ دیگر حیوانات اور بناتات احکام کے مکلف نہیں، نیز اُن کی تخلیق کا مقصد انسانی ضروریات اور حاجات کو پورا کرنے ہے، چنانچہ ان میں مخصوص قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے افزائشی عمل کی اجازت دی گئی ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روسے افزائشی عمل کی بابت توضیحات زمانی اعتبار سے عمل کے زیادہ قابل ہیں، بنسبت تالمود کے۔

عملی اعتبار سے تقابل:

تغیر زمانہ کی وجہ تالمود کی میں بیان شدہ افزائشی طریقہ کار اور ممانعت کی صورتوں پر عمل انسانی ضروریات میں مشکلات کا باعث ہے، بالخصوص دور حاضر میں افزائش کی بابت تالمود کا نظریہ جدید سائنسی تجربات کے مخالف ہے۔ اگر تالمود کے قانون پر عمل کرنے کی صورت میں جدید سائنسی تجربات ممنوع اور حرام ہوجاتے ہیں۔ افزائشی عمل کی اسلامی تعلیمات میں عمومیت ہے۔ اسلام صرف نصوص بیان شدہ مسلمہ امور، جس میں انسانیت کے لیے فوائد مضمر ہے، اور اس کی استشہادی صورتوں میں افزائشی عمل کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ اس کے علاوہ حیوانات، بناتات اور انسانی ضروریات کو پورے کرنے والے دیگر افزائشی عمل کی اجازت دیتا ہے۔ دور حاضر کے سائنسی تجربات اگر مسلمہ نصوص کے مخالف نہیں تو اسلام اِن کو درست قرار دیتا ہے اور اُن سے انتفاع کو جائز سمجھتا ہے۔